Regd No. L 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۱

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

۱۵ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰ ؍

جلد ۴۸/۱۳ | ۱۷ نبوت ۱۳۳۸ ہش ۱۷ نومبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۷۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

کل اور پرسوں شام کو کچھ ضعف کی شکایت رہی۔ اسوقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے

—— از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ——

ربوہ ۱۶ نومبر سوا نو بجے صبح

کل اور پرسوں شام کے وقت حضور کو کچھ ضعف کی شکایت ہو جاتی رہی ہے۔ اعصابی کمزوری بھی چند دن سے ہو رہی ہے رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور اقدس کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

خاکسار (ڈاکٹر) مرزا منور احمد - بوقت سوا نو بجے صبح ربوہ - ۱۶ نومبر ۵۹ء

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت

ربوہ ۱۶ نومبر- دو دن سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کے بازو میں درد کی شکایت ہے کل سے کچھ سوجن بھی ہے احباب جماعت اور صحابہ کرام کی خدمت میں خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار (ڈاکٹر) مرزا منور احمد — ربوہ

قافلہ کی منظوری آگئی ہے —— اب ویزا کیلئے درخواستیں بھجوانی شروع کر دی جائیں

چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت لاہور امیر قافلہ ہونگے

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قافلہ کی منظوری آگئی ہے۔ الحمد للہ کہ چار سال کے طویل عرصہ کے بعد یہ روک دور ہوئی ہے قافلہ میں دو صو اصحاب (بشمول مستورات) جا سکیں گے۔ پس جن دوستوں کو میرے دفتر کی طرف سے قافلہ میں شمولیت کی اطلاع ملے۔ وہ بلا توقف ویزا کے حصول کے لئے کوشش شروع کر دیں۔ ویزا دفتر ہائی کمشنر انڈیا کراچی سے ملے گا۔ جس کے لئے مقررہ فارم پر تین عدد پاسپورٹ سائز فوٹو کے ساتھ درخواست دینی پڑتی ہے۔ اس کام میں امداد دینے کے لئے مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب احمد یہ ہال میگزین لین بندر روڈ کراچی نمبر ۳ کو مقرر کیا گیا ہے۔

جو دوست قافلہ کے انتخاب میں نہ آسکیں مگر انکے پاس پاسپورٹ موجود ہو یا وہ پاسپورٹ حاصل کر سکیں۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے طور پر ویزا حاصل کر کے ان ایام میں قادیان جانے اور مقدس مقامات کی زیارت کرنے کی کوشش کریں —— جلسہ قادیان کی تاریخیں ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء مقرر ہوئی ہیں۔ اور قافلہ انشاء اللہ ۱۴ دسمبر ۵۹ء کی صبح کو لاہور سے روانہ ہوگا اور ۱۹ دسمبر کی شام کو لاہور واپس آئے گا۔ —— امیر قافلہ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر امیر جماعت احمدیہ - ۸ اقبال پارک گلبرگ لاہور کو مقرر کیا گیا ہے۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ — ۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شادی کی مبارک تقریب

یہ خبر جماعت میں نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ کل مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار صاحبزادی امۃ الرؤف سلمہا اللہ تعالیٰ بنت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کی شادی حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند مکرم سید میر مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ کے ساتھ ہوئی ہے۔ صاحبزادی امۃ الرؤف سلمہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پڑپوتی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی سب سے بڑی نواسی اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ کی سب سے بڑی پوتی ہیں۔

کل برات ساڑھے چار بجے سہ پہر کے بعد مکرم سید داؤد احمد صاحب کی کوٹھی سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں روانہ ہو کر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی کوٹھی پر پہنچی۔ جہاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاحبزادگان نے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی قیادت میں برات کا استقبال کیا۔ اور مکرم سید میر مسعود احمد صاحب کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔

بعد ازاں تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو منصور احمد صاحب انڈونیشین نے کی۔ بعدہٗ مجیب الرحمٰن صاحب درد نے درثمین میں سے محمود کی آمین کے اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے اس کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں تمام حاضرین شریک ہوئے۔ برات اور تقریب رخصتانہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

ادارہ الفضل شادی کی اس تقریب سعید کے مبارک موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ، حضرت مرزا شریف احمد صاحب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد اور خاندان حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو دین و دنیا میں ہر دو بزرگ خاندانوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مبارک کرے۔ اور اسکے نہایت درجہ نیک اور بابرکات ثمرات ظاہر ہوں۔ آمین اللہم آمین۔

درخواست دعا

حضرت مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم گذشتہ چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

بانیٔ احمدیت بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کے صاحبِ فراست و بصیرت انسان تھے جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لائے تھے

مرزا صاحب نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت قائم کی جس کی زندگی کو ہم اسوۂ نبوی کا پرتو کہہ سکتے ہیں

پابندیٔ شریعت، جذبۂ خلوص و قربانی، پاسِ عہد، صبر و ضبط اور سادہ زندگی ۔ یہ ہیں جماعت احمدیہ کے بنیادی عناصر و اجزاء

احمدیت کے متعلق کراچی کے ایک صاحب کا خط اور علامہ نیاز فتحپوری صاحب ایڈیٹر نگار لکھنؤ کی طرف سے اس کا جواب

کراچی کے ایک صاحب غبار یاور نامی نے ہندوستان کے مشہور اور نامور ادیب جناب نیاز فتح پوری صاحب ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ کے نام احمدیت کے متعلق ایک خط لکھا۔ یہ خط اور اس کا جو جواب علامہ نیاز فتح پوری کی طرف سے ماہنامہ نگار ماہ نومبر ۱۹۵۹ء میں زیر عنوان "احمدی جماعت" شائع ہوا ہے وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

غبار یاور صاحب کراچی کا خط

حضرت محترم

قادیانیت کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا وہ بظاہر صحیح اور بہ باطن غلط ہے ان لوگوں نے انگریزی زبان میں جتنا لٹریچر شائع کیا ہے وہ نہایت عمدہ اور پڑھنے کے قابل ہے لیکن دوسرے ملکوں خصوصاً اسلامی ملکوں میں یہ لوگ اختلافی مسائل کو بالکل نہیں ابھارتے بلکہ عام مسلمانوں ہی کے خیالات پیش کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے ایک تحریک یہ بھی چلائی تھی کہ کعبہ سے اسود کا ایک ٹکڑا لاکر وہاں نصب کیا جائے۔ لیکن اس شخص کو جس نے یہ حرکت کی سعودی حکومت نے قتل کرا دیا تھا۔ پنجاب میں ان لوگوں نے اس طرح یہ تحریک چلائی تھی جیسے قرامطہ اور بابیوں کی۔ ایک طوفان قتل و غارت گری اور ہنگامہ مچا رکھا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ طریقہ کارگر نہ ہوا اور ختم ہوگیا۔

پاکستان میں ان کا مستقر ربوہ ہے۔ یہاں پر قصر نبوت۔ قصر خلافت۔ قصر ام القدس اور جنت اور دوزخ بھی ہے اور جن سے عیاشی کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ جیسا قدیم عبادت گاہوں میں ہوتا تھا یہ باتیں بڑی تفصیل چاہتی ہیں۔ آپ نے جن کی کامیابیوں کا ذکر کیا ہے بظاہر وہ کامیابیاں نظر آتی ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھئے کہ ان کے اثرات نے کتنا فاسد مادہ پیدا کر دیا ہے۔ ان کے پاس اچھے وسائل ہیں۔ تنظیم مضبوط ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتائج بھی ایسے ہی ہوں گے

پاکستان آنے کے بعد میں نے ان کا وہ لٹریچر بھی پڑھا جو اردو میں تھا اور جس میں وہ اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب مرحوم بڑے قابل انسان تھے۔ انیسویں صدی تک تو وہ بڑی معقول باتیں لکھتے رہے۔ لیکن یکایک ان کا دماغی توازن بگڑا اور نہ جانے کیوں ہذیان بکنے لگے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی زندگی کے آخری دس بارہ سالوں کی تحریروں نے ان کی علمیت و قابلیت کو سخت نقصان پہنچایا۔ پاکستان میں آجکل قادیانی مشن کا یہ طریقہ ہوگیا ہے کہ ان کی ابتدائی تحریروں کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ منظر عام پر لاکر انہیں ایک عظیم فلسفی کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔

مرزا صاحب شاعر بھی تھے۔ شاعری کے لوازم یعنی ذوق وجدان سے بالکل بے بہرہ تھے مگر ان کے کلام کا اس نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنے نبی اور مسیح ہونے کا نہایت مضحک نقشہ کھینچا ہے۔

دراصل اس جماعت میں پڑھے لکھے اور بڑے بڑے لوگ شامل ہیں۔ ان کا انداز تحریر نہایت عمدہ۔ مدلل اور مؤثر ہوتا ہے۔ لہذا ان لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔ جو خود بھی دینی نقطۂ نظر مولویانہ نہیں رکھتے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ علماؤں کی طرف سے ان پر جو اعتراضات کئے گئے وہ نہایت سطحی قسم کے تھے۔ اس میں قصور علماء یا ان کے اسلام کا نہیں ہے۔ بلکہ اس نظریت ہے جس کو یہ بیچارے آج تک طوق کی طرح اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے ہیں۔

قادیانی عقائد کو اگر جمہور مسلمانوں کے لئے درست بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو ختم نبوت کے مسئلہ کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے .... یہ لوگ اس سے انکار تو نہیں کرتے لیکن ایسی عجیب و غریب تاویلیں کرتے ہیں جنہیں عقل قبول نہیں کرتی۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو تاویلیں ہمارے مولوی کرتے ہیں وہ سب ماننے کے لائق ہیں) آج کل اس بارے میں قادیانی حلقوں کی جانب سے جو کچھ لکھا جا رہا ہے اس کی نوعیت زیادہ تر علمی اور فلسفیانہ ہے اور جس کی صورت تاویلی اور تنزیلی دونوں ہے قرآن کے حوالے دیتے ہیں۔ لفظوں کے عجیب عجیب معنی بیان کرتے ہیں صحابہ اور صوفیا کے اقوال اور احادیث پیش کرکے اپنے دلائل کو مؤثر بناتے ہیں۔ اور یہ عمل اب اس حد تک ترقی کر گیا ہے کہ مرزا صاحب کے انفرادی اور تحریری خیالات کی نفی ہونے لگی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ جماعت مرزا صاحب کی رائے کے برخلاف استدلال اور معقولیت کا ساتھ دے رہی ہے۔ خود مرزا صاحب نے اقرار کے پردے میں جس طرح انکار کیا ہے۔ اس کا مفصل حال تو ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ البتہ اس کا لب لباب پیش کئے دیتا ہوں۔

(۱) اللہ نے نبوت محمد (صلعم) پہ ختم کر دی۔
(۲) اب اگر نبوت ملے گی تو محمد سے (اللہ سے نہیں)؛
(۳) نمبر ۱ کے مطابق محمدؐ آخری نبی ہیں۔
(۴) نمبر ۲ کے مطابق محمدؐ خاتم انبیاء ہیں۔
(۵) نمبر ۴ کے مطابق محمدؐ نے انبیاءؑ کی صداقتوں پر مہر ثبت کی۔
(۶) صرف امت محمدی نبوت کی حقدار ہے۔
(۷) میں (یعنی مرزا صاحب) چونکہ امتی ہوں لہذا نبی ہوں۔

اس کے علاوہ ناسخ و منسوخ۔ وفات عیسیٰ۔ ظہور مہدی اور حقیقت تصوف کے مسئلے بھی ایسے نہیں ہیں جنہیں سرسری سمجھا جائے۔

میں نے آج تک کبھی اس قسم کی بحثوں میں حصہ نہیں لیا۔ اور اگر کہیں اور سے کسی مذہبی حلقے سے یہ آواز اٹھتی تو توجہ بھی نہ دیتا۔ لیکن چونکہ یہ گفتگو آپ نے نگار میں شروع کی۔ جو غالباً اس کے شایان شان نہیں۔ لہذا میں نے اپنی ذاتی رائے لکھنا ضروری خیال کیا۔ ممکن ہے یہ غلط ہو یا صحیح۔ اس کا فیصلہ آپ کے ذمہ ہے۔ آپ نے اب تک جو کچھ لکھا اور چھاپا ہے۔ غالباً وہ سب میری نظر سے گزرا ہے۔ لیکن ایسی غیر ذمہ دارانہ بات جس میں حقیقت کے صرف ایک رخ پہلو کو ابھارا گیا ہے یاد نہیں پڑتا کہ کہیں اور دیکھی ہو۔

مجھے احساس ہے کہ میں بڑی قطعیت سے گفتگو کر رہا ہوں۔ لیکن اختلاف کو محض اختلاف سمجھتے ہوئے غالباً اس کا کوئی خیال نہ کریں گے بلکہ قدر کریں گے؛

جواب

میں نے چاہا تھا کہ آپ کے خط کا جواب خط ہی کے ذریعہ سے دے کر خاموش ہو رہوں، لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے آپ ہی کی طرح بعض اور اصحاب بھی کچھ ایسے شبہات اپنے دل میں رکھتے ہوں، نگار کے ذریعہ سے گفتگو کرنا زیادہ مناسب نظر آیا۔

سب سے پہلے مجھے یہ حقیقت واضح کر دینا چاہیئے کہ احمدی جماعت کے متعلق میں نے جو خیال ظاہر کیا ہے، اس کا خود میرے عقیدہ سے کوئی واسطہ نہیں، کیونکہ جس حد تک اصطلاحی ایمان کی تفصیل اور اس کے مابعد الطبیعیاتی عقائد کا تعلق ہے (جس میں حشر و نشر، دوزخ و جنت، وجود ملائکہ، بقاء روح و معجزہ وغیرہ کا مادی تصور شامل ہے) میرا مسلک کچھ اور ہے۔ میں ان میں سے کسی چیز کے مادی و محسوس وجود کا قائل نہیں۔

لیکن میرا یہ انکار صرف اس لئے ہے کہ ان میں سے کوئی بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی اور نہ میرے نزدیک خدائے واحد کی صحیح عظمت کا تصور اس وقت تک ممکن ہے جب تک ان تعینات مادی سے بلند ہو کر اس کی کبریائی پر غور نہ کیا جائے۔ اور پھر یوں بھی طاعت و عبادت کے لئے "مے و انگبیں" کی لاگ مجھے پسند نہیں۔

تاہم میرا یہ انکار قطعاً غیر جارحانہ ہے۔ یعنی اگر کوئی جماعت بلندی اخلاق کے حصول کے لئے ان تمام باتوں کا صحیح تسلیم کرنا ضروری سمجھتی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ شوق سے اپنے عقائد پر قائم رہے، بشرطیکہ ان عقائد کے مقابلہ میں وہ اصلاح اعمال و کردار کو ثانوی حیثیت نہ دے اور صرف ان عقائد یا ظاہری اطاعت و عبادت ہی کو مذہب کا نصب العین نہ قرار دے جیسا کہ آج کل عام طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

مذہب کا مفہوم

علماء اسلام سے میرے اختلافات کا باعث یہی ہے کہ وہ اسلام کو رسمی طاعت و عبادت کی سطح سے اوپر لے جانا ضروری نہیں سمجھتے اور میں طاعت و عبادت کو ثانوی درجہ دے کر محض تزکیۂ نفس و اعمال کو اسلام کا حقیقی مقصود قرار دیتا ہوں۔ ممکن ہے آپ یہ خیال فرمائیں کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ وہ محض ظن و تخمین ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت ہے۔ کیونکہ میں نے ایک بار مختلف جماعتوں کے علماء سے بھی استفسار کیا تھا کہ اصل چیز عبادت ہے یا بلندی اخلاق ہے۔ تو سوا چند احمدی علماء کے سب نے یہی جواب دیا تھا کہ اصل چیز شعائر اسلام کی پابندی ہے اور محض اخلاق کی پاکیزگی موجب نجات نہیں ہو سکتی

پھر ظاہر ہے کہ وہ شخص جو مذہب کا اتنا وسیع مفہوم اپنے سامنے رکھتا ہو وہ اگر کسی مذہبی جماعت کی بابت کوئی رائے قائم کریگا تو اس کے سامنے سوال صرف اس جماعت کی عملی زندگی کا ہوگا۔ نہ یہ کہ اس کے عقائد کیا ہیں اور اس کی طاعت و عبادت کے طریقے کیا؟ — اور — یہی وہ چیز تھی جس نے مجھے احمدی جماعت کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا، کیونکہ

اسوقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں

صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جو بانی اسلامؐ کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی

پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے — اور — گو اس کا احساس تنہا

مجھی کو نہیں بلکہ احمدی جماعت کے مخالفین کو بھی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ

مجھے اس کے اظہار میں باک نہیں، اور ان کی رعونت نفس یا احساس کمتری اس

اعتراف سے باز رکھتا ہے۔

بات بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن غالباً بے محل نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں یہ بھی ظاہر کر دوں کہ گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں جو زیادہ تر مولویوں ہی سے جنگ کرنے میں گزرا ہے، میرا خیال کیوں احمدی جماعت کی طرف منتقل نہیں ہوا اور اب وہ کونسی نئی بات ایسی پیدا ہو گئی جس نے مجھے دفعتہً اس طرف متوجہ کر دیا۔

انقلاب ہمیشہ شخصیتوں نے پیدا کئے ہیں

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ میں اس عرصہ میں صرف اس بات پر غور کرتا رہا کہ مسلم جماعت کیوں اس قدر اقتصادی زبوں حالی اور اخلاقی پستی میں مبتلا ہے۔ وہی قرآن جو صحابہ کے زمانہ میں تھا اب بھی جوں کا توں موجود ہے۔ وہی تعلیمات اسلامی جن کی بدولت عرب کے بادیہ نشینوں نے اکاسرہ و قیاصرہ کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا تھا۔ اب بھی علیٰ حالہا قائم ہے، لیکن آج مسلمان وہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔ یقیناً یہ رجعت قہقری ہم کو صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب و ادیان کی تاریخ میں بھی نظر آتی ہے۔ اور جب ہم ان کے عروج و زوال کے اسباب پر غور کرتے ہیں تو صرف ایک ہی نتیجہ پر پہونچتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں انقلابات کتابوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ شخصیتوں نے پیدا کئے ہیں، یعنی جب تک کوئی ابھارنے والی شخصیت موجود رہی تو قوم بھی ترقی کرتی رہی اور جب وہ شخصیت فنا ہو گئی۔ تو قومی ترقی بھی رک گئی اور رفتہ رفتہ پھر لوٹ کر اسی نقطہ تک پہونچ گئی جہاں سے وہ آگے بڑھی تھی۔

اس لئے اگر مسلمان اس وقت تباہ و برباد ہیں۔ تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان میں اب کوئی شخصیت ایسی موجود نہیں۔ جو عملاً ان کو تعلیمات قرآنی کی طرف لے جائے۔ حالانکہ ہمارے علماء و اکابر دین ہی میں سے کسی ایسی شخصیت کو ابھرنا چاہیئے تھا۔ لیکن نہیں ابھری یہ تجربہ اس میں شک نہیں میرے لئے بڑا دردناک تھا۔ اور اس خیال سے کہ ممکن ہے کوئی تحریک ہمارے علماء میں پھر زندگی پیدا کر دے میں نے بعض عملی پروگرام بھی ان کے سامنے پیش کئے لیکن افسوس ہے کہ اس تن پرور و عیش کوش جماعت نے مطلق توجہ نہیں کی اور جب ان کی طرف سے مایوس ہو کر میں نے دوسری جماعتوں کے حالات کی جستجو شروع کی، تو آخر کار نگاہ جا کر ٹھہری احمدی جماعت پر۔ جیسا کہ میں اگست کے نگار میں ظاہر کر چکا ہوں۔ اس جماعت کے متعلق میں کوئی اچھا خیال نہ رکھتا تھا لیکن جب میں نے اس کے مؤسس و بانی کی زندگی، اس کی تعلیمات اور تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اس وقت صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے جس نے اس نکتہ کو سمجھا کہ اصل ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں، ذہنی اقدار بدل دئے، زاویۂ فکر و نظر بدل دیا اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعین کی تھی۔

احمدی جماعت کے بنیادی عناصر و اجزا

پھر یہ بات ایسی نہیں جس پر کسی منطقی حجت لانے کی ضرورت ہو خود غور کیجئے کہ آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپ کے یہاں زندگی نام ہے منتشر انفرادی تشخص کا، اور ان کے یہاں مرکزی ہیئت اجتماعی کا۔ آپ کی اجتماعیت افراد میں بٹ کر "ہباءً منثورا" ہو چکی ہے۔ اور ان کے یہاں تمام افراد سمٹ کر صرف ایک "حبل المتین" سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اور وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھا کر رہے ہیں۔

ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت

احساس ایثار و قربانی، پاس عہد، پابندی شریعت، اور سب سے

زیادہ ان کی عملی استقامت اور شدائد کے مقابلہ میں فلسفیانہ صبر و

ضبط — یہ ہیں احمدی جماعت کے وہ بنیادی عناصر و اجزاء جن

پر ان کے قصرِ اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے۔ اور جن سے اعراض کر کے

دوسری مسلم جماعتیں اپنے وجود کو ختم کر چکی ہیں۔

پھر آپ ان حقائق کو تو سامنے رکھتے نہیں اور مجھے الجھانا چاہتے ہیں۔ عقایدی فروع و زاویہ میں جو میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

تو از آتش دُخاں بینی، مَن آتش از دُخاں بینم

آپ کو اس آگ میں صرف دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے۔ اور مجھے اس کے دھوئیں میں بھی آگ ہی آگ نظر آتی ہے

وَلَشتّانَ مابین الخلِّ والخمرِ!

بانی احمدیت صاحب فراست و بصیرت انسان تھے

بانی احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ اور میں نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کی سیرت، ان کی تعلیمات، ان کی دعوت اصلاح، ان کے تفہیمات قرآنیہ، ان کے عقایدی نظریے اور ان کے تمام عملی کارناموں کو سمجھنے کے لئے کتنا زمانہ درکار ہوگا کیونکہ ان کی ... وہمہ گیری کا مطالعہ "قلزم آشامی" چاہتا ہے اور یہ شاید میرے بس کی بات نہیں۔

اگر اس وقت تک کے تمام تاثرات کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے پر مجبور کیا جائے تو میں بلا تکلف کہہ دوں گا کہ وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعویٰ تجدید و مہدویت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی۔

اعتراضات کی حقیقت

اس سلسلہ میں آپ مجھ سے "کیوں اور کیا" کا سوال نہ کیجئے۔ کیونکہ یہ گفتگو بہت تفصیل چاہتی ہے اور اس وقت موضوع کچھ اور ہے۔ تاہم آپ کے خط کے پیش نظر مجھے اس قدر ضرور عرض کرنا ہے کہ آپ نے جو الزامات اس جماعت پر قائم کئے ہیں ان میں سے اکثر بالکل لغو و غلط ہیں اور بعض مطلقاً آپ کے مزعومات سے تعلق رکھتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

(۱) آپ کا یہ خیال کہ احمدی جماعت اسلامی ممالک میں اپنے حقیقی عقاید پیش نہیں کرتی، صحیح نہیں اول تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئیے کہ اگر غیر ممالک میں وہ انہیں عقائد کی تبلیغ کرتے جو عام مسلمانوں کے ہیں تو یقیناً ان سے سوال کیا جاتا کہ جب آپ کے عقائد بھی وہی ہیں جو مسلم جمہور کے تو پھر ایک علیحدہ جماعت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن آج تک کسی نے یہ سوال ان سے نہیں کیا۔ ان کے جتنے اخبارات و رسائل دوسری زبانوں میں شائع ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ وہ اپنے عقائد کو کبھی نہیں چھپاتے اور علی الاعلان وہی کہتے ہیں جسے وہ حق سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود بانیٔ احمدیت کی کتابوں کے ترجمے بھی غیر زبانوں میں اسی غرض سے شائع کئے گئے کہ احمدیت کے صحیح مشن سے دنیا آگاہ ہو جائے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ افغانستان میں ایک مبلغ کو تہ تیغ کیا گیا محض اس جرم میں کہ وہ احمدی عقائد کی تبلیغ میں مصروف تھا۔ اور دمشق میں بھی دوسرے مبلغ پر قاتلانہ حملہ اسی جرم میں کیا گیا جب ۱۹۲۴ء میں بانی احمدیت جلسے کی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لنڈن گئے تو جاتے ہوئے دمشق میں بھی قیام کیا اور وہاں کے علماء سے بھی انہیں مخصوص عقائد کے پیش نظر مناظرہ ہوا۔ ان حالات میں آپ کا یہ ارشاد کہ غیر ممالک کے لئے ان کے تبلیغی اصول کچھ اور ہیں یقیناً نادرست ہے۔ آپ نے یہ خیال غالباً لنڈن کے اسلامک ریویو کو دیکھ کر قائم کیا ہوگا۔ لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اسے احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) کعبہ سے سنگ اسود کا ایک ٹکڑا اچرا لانے کی تحریک کے متعلق اس کے سوا کیا عرض کروں۔

سادگی عشرت چوں آئینہ پریشان ما

حیرت ہے کہ آپ نے اسے کیسے باور کر لیا۔ غور کیجئے کہ وہ ایسا کیوں کرتے؟ کیا اس لئے کہ وہ قادیان کو دوسرا کعبہ بنانا چاہتے تھے۔ کیا اس لئے کہ وہ برکات سماوی کا کوئی بڑا مہبط ہے

آپ کو شاید معلوم نہیں کہ حرمین کی عزت و عظمت کا جو تصور ان کے سامنے ہے وہ مشکل ہی سے کسی دوسری مسلم جماعت میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کا تعلق نہ سنگ اسود سے ہے نہ غلاف کعبہ سے بلکہ اس حقیقت سے کہ ان مقامات کو دنیا کے سب سے بڑے نبیؐ کے موطن و مہبط ہونے کی عزت حاصل ہے اور یہ نسبت چرائی نہیں جا سکتی۔

احمدی جماعت اور اس کے قائدین چاہے کچھ ہوں لیکن اتنے احمق کبھی نہیں ہو سکتے کہ وہ اس حرکت سے خود اپنے مشن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے۔

(۳) ربوہ میں قصر نبوت اور قصر آلِ اقدس کے نام سے کوئی عمارت موجود نہیں۔ آپ کی اطلاع بالکل غلط ہے۔ خلیفہ کی قیام گاہ کا نام البتہ انہوں نے "قصر خلافت" رکھا ہے۔ لیکن جب انہوں نے ایک شخص کو خلیفہ و امام تسلیم کر لیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی جائے قیام کو "خلافت" ہی سے منسوب کریں گے اور اسی نسبت سے اسے یاد کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ممکن ہے لفظ قصر پر آپ کو اعتراض ہو کہ اس سے بوئے دولت و ثروت آتی ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ عربی میں لفظ قصر مطلقاً جائے قیام اور گھر کے معنی میں مستعمل ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک کوٹھری بھی پتھر چونے کی بنا لی جائے تو اسے قصر کہہ سکتے ہیں۔

قادیان اور ربوہ میں قصبی و عقایدی سلسلہ کے لوگوں کے لئے بے شک قبرستان موجود ہے جسے وہ "مقبرۂ بہشتی" کہتے ہیں۔ لیکن اس پر ناک بھوں چڑھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر آپ مرنے والوں کے نام کے ساتھ مرحوم و مغفور کا اضافہ کرتے ہیں تو ان کے مدفون کو بہشتی مقبرہ کہنے میں کیا حرج ہے۔ اگر مرحوم و مغفور کہنا کوئی تمنا یا دعا ہے تو قبرستان کو بھی بہشت سے

منسوب کرنا اسی قبیل کی چیز ہے۔ رہا یہ کہ وہ فحاشی کا گھر ہیں۔ سو احمدیت کے خلاف ایسے اوچھے ہتھیار استعمال کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اس سے ان کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا آپ ہی کا احساس کمتری ضرور سامنے آجاتا ہے

(۴) آپ نے ایک جگہ یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ ان کی تحریک قرامطہ و باطنیوں کی سی تھی۔ یہ پڑھ کر میں حیران رہ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرامطہ کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور نہ احمدی جماعت کی زندگی کا۔ کجا قرامطہ و باطنین جن کی تحریک کی بنیاد ہی قتل و خونریزی پر قائم تھی اور کجا احمدیین جن پر ہمیشہ ظلم کیا گیا اور جنہوں نے اپنے شجر ایمان کی آبیاری ہمیشہ اپنے خون سے کی۔ حال ہی میں پاکستان کے اندر محض ایک جھوٹے پراپیگنڈا پر کہ وہ رسول اللہؐ کو خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے انتہائی بے دردی کے ساتھ ان کو قتل و ذبح کیا گیا۔ لیکن یہ سب کچھ انہوں نے انتہائی صبر و ضبط سے برداشت کیا اور آخر کار اسی سرزمین میں جہاں ان کا خون بہایا گیا تھا ربوہ میں اپنا زبردست ادارہ قائم کر کے دکھا دیا کہ

عشق ہر جا می رود ما را بہ ساماں می برد

(۵) آپ نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ آجکل مرزا صاحب کی تحریروں کو ایک عظیم فلسفہ کی حیثیت سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس سے قبل اس حیثیت سے پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کی جو تحریریں اب پیش کی جا رہی ہیں وہ پہلے بھی موجود تھیں۔ اور اگر ان تحریروں میں آج فلسفہ پایا جاتا ہے تو پہلے بھی پایا جاتا ہوگا۔ آپ کا یہ اعتراض بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا۔

(۶) آپ نے اس امر کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب رسول اللہؐ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے تھے اور اس پر جو صغریٰ کبریٰ قائم کیا ہے وہ میری سمجھ سے باہر ہے آپ ایک طرف خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ محمدؐ کو خاتم النبیین سمجھتے تھے اور دوسری طرف اس کی تردید بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو یقیناً ظل نبی یا مہدی موعود سمجھتے تھے۔ لیکن ان کا یہ کہنا عقیدہ "خاتم النبیین" کے منافی نہیں کیونکہ جس نبوت کو وہ آخری نبوت سمجھتے تھے اس کا انہوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا اور جس ظلی ملکہ نبوت کا حامل وہ اپنے آپ کو کہتے تھے وہ کوئی نئی چیز نہیں۔ رسول اللہؐ نے خود امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل ظاہر کیا ہے اور مرزا صاحب یقیناً امت محمدی ہی سے تعلق رکھتے تھے۔

بانیٔ احمدیت کے دعاوی

مرزا صاحب کے دعاوی میں اہم ترین دعویٰ یہی ہے کہ وہ مجدد تھے۔ سایۂ نبوی تھے۔ مہدی موعود تھے۔ لیکن سب کا مفہوم ایک ہی تھا یعنی یہ کہ وہ احیاء دین کے لئے مامور ہوئے تھے۔ اور

اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً "اسوۂ نبیؐ" کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔

وہ اپنے آپ کو مہبط وحی و الہام بھی کہتے تھے۔ بظاہر یہ الفاظ بہت خطرناک نظر آتے ہیں۔ لیکن اس مسئلہ پر نگار میں ہم بحوالہ آیات قرآنی کافی تفصیل کے ساتھ ظاہر کر چکے ہیں کہ وحی و الہام انبیاء کے لئے مخصوص نہیں۔ اس میں حیوانات بھی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ نہ صرف تقویٰ بلکہ فسق و فجور کے میلان کو بھی الہام ہی سے تعبیر کیا گیا ہے (فالھمھا فجورھا و تقوٰھا)

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب واقعی مہبط الہام تھے یا نہیں۔ اور ان کے الہامات کیا اور کیسے ہوتے تھے یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر ہم آئندہ کسی وقت تفصیلی گفتگو کریں گے۔

ناسخ و منسوخ اور وفات عیسیٰؑ کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہمارے بعض علماء متقدمین کو بھی اتفاق ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حالات حاضرہ کے پیش نظر اسے زیادہ زور و قوت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ رہا معاملہ مہدی موعود ہونے کا۔ سو اس پر بھی آپ کو تشویش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ دراصل چیلنج ہے غیر احمدی علماء کے لئے جو خود بھی احادیث و روایات سے ظہور مہدی کا استدلال کرتے ہیں اور مرزا صاحب انہیں احادیث اور روایات سے اپنے آپ کو مہدی موعود و مثیل مسیح ثابت کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی مجھے بسیط بحث کرنا ہے۔

خود تحقیق و جستجو کیجئے!

یہاں تک تو آپ کے اعتراضات کا جواب تھا لیکن اب مجھے اس سے ہٹ کر بھی کچھ عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آپ اس باب میں خود تحقیق و جستجو سے کام لیجئے۔ دوسروں کے کہنے پر اعتماد نہ کیجئے اور اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ بانیٔ احمدیت واقعی غیر معمولی فکر و نظر رکھنے والا انسان تھا اور قدرت کی طرف سے ایک خاص ذہنی قوت لے کر آیا تھا جس نے ہر قدم پر اس کی رہبری کی اور تعمیر اخلاق و کردار کی ایک بڑی یادگار اپنے بعد چھوڑ گیا۔

می گویم و بعد از من گویند بدستانہا (رسالہ نگار لکھنؤ ماہ نومبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۳۵ تا ۴۴)

میرے دادا جان مرحوم

از قریشی مبارک احمد صاحب متعلم درجہ ثانیہ جامعہ احمدیہ ربوہ

میرے دادا جان مورخہ ۲۵/۹/۵۱ بروز جمعہ اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے مختصر حالات درج ذیل ہیں:۔

"دادا جان مرحوم دولت پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ اس وقت ٹیچر تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اپنے بڑے بھائی قریشی قائم علیؓ صاحب جو کہ راقم الحروف کے نانا جان تھے پہنچی اور ۱۹۰۱ء کے ابتدائی ایام میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر قادیان جا کر بیعت کی۔ اور تا دم واپسیں آپ سلسلہ عالیہ کے جذبۂ خدمت سے معمور رہے۔ ہمارے آبائی وطن دولت پور میں ہمارے قریشی خاندان کے کئی کنبے آباد ہیں۔ مگر میرے دادا جان اور میرے نانا جان مرحوم کے سوا کسی کو احمدیت کی قبولیت کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مرحوم ابتداء سے اخبار بدر کے خریدار تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کو ابھی چند دن ہوئے تھے کہ آپ کے سکول کے معائنہ کے لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز تشریف لائے اس وقت دادا جان مرحوم کے میز پر بدر کا پرچہ دیکھ کر طنزاً کہا کہ اب تو ہلال بھی نہیں اور اشارہ حضرت اقدس کے وصال کی طرف تھا۔ دادا جان مرحوم نے اس بات کو سنتے ہی فرمایا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ خورشید را چہ گناہ

انسپکٹر صاحب خاموش ہو گئے معائنہ کیا اور لاگ بک لے کر ڈاک بنگلہ میں چلے گئے دادا جان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میرا ایک غیر احمدی دوست بھی اس وقت موجود تھا۔ وہ ایک معزز اور صاحب اثر زمیندار تھا اس نے یہ سوچ کر کہ انسپکٹر صاحب میرے خلاف ریمارکس نہ لکھ جائیں۔ خود ہی جا کر میری طرف سے میرے علم کے بغیر معذرت کر دی۔ کہ قریشی صاحب نے آپ کے آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے سخت الفاظ میں جواب دے دیا تھا۔ وہ اب اسے محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان سے غلطی ہوئی۔ انسپکٹر صاحب نے فرمایا کہ نہیں قریشی صاحب نے مجھے ساکت کر دیا تھا۔ دراصل غلطی میری تھی۔ اور پھر ان کے جواب کے بعد کوئی جواب مجھ سے بن نہ پڑا تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا تھا جب لاگ بک واپس آئی تو اس میں خلاف توقع میرے کام کی بڑی تعریف تھی۔ اور میری حاضر جوابی کو بھی میرے اوصاف میں بیان کیا ہوا تھا۔

دُعا پر بھروسہ اور یقین کا واقعہ

دادا جان مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز میرا افسر کسی بات پر مجھ سے ناراض ہو گیا میں نے ہر چند چاہا کہ ان کی غلط فہمی دور ہو جائے۔ مگر بے سود آخر میں نے ایک دن سوچا کہ میں جاؤں اور جا کر اُن سے معافی مانگ لوں اور ناکردہ گناہوں پر بھی معذرت کر لوں۔ یہ خیال کر کے میں گھر سے روانہ ہوا۔ دو میل کے فاصلہ پر وہ آفیسر مقیم تھے۔ جب نصف راستہ طے کیا تو خیال آیا کہ میں کیوں نہ آسمانی آقا کو خوش کروں۔ دراصل یہ کوئی میری اپنی ہی شامت اعمال ہے۔ چنانچہ آپ واپس لوٹ آئے اور دعاؤں میں لگ گئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ خود بخود افسر مذکور کی غلط فہمی دور ہو گئی اور وہ ہمیشہ میری عزت کرتے رہے۔

آپ موصی تھے اور نماز روزہ کے پابند نماز تہجد کو بھی التزام سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ صائب الرائے بزرگ تھے کوئی دشمن بھی مشورہ کے لئے آئے تو ہمیشہ نیک مشورہ دیتے تھے۔ مہمان نوازی۔ صلہ رحمی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ جب تک زکوٰۃ واجب تھی۔ زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ۱۹۳۱ء میں مڈل سکول کی ہیڈ ماسٹری سے ریٹائر ہو کر اپنے آبائی گاؤں دولت پور میں مقیم ہو گئے اور انجمن نوشہرہ پسرور کے سکرٹری مال کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد میں جب پسرور کی جماعت علیحدہ ہو گئی اور جماعت کا نام نوشہرہ دولت پور ہوا تو بھی آپ مسلسل سکرٹری مال کا کام کرتے رہے۔ چندہ کی وصولی بڑی مستعدی سے کرتے تھے اور آپ کا کام ہمیشہ قابل تعریف رہا۔ کچھ عرصہ تک انجمن نوشہرہ دولت پور کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔ دینی خدمت کا شوق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کی ذات میں بھی نمایاں تھا۔ آپ جب اپنے پوتے پوتیوں میں بیٹھتے تھے۔ تو میٹھی میٹھی باتوں سے مجلس کو رشک گلزار بنا دیتے تھے۔ مطالعہ کا شوق آپ کو مرتے دم تک رہا۔ گو عمر ۸۰ سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھی۔ پھر بھی آپ کے سرہانے الفضل کے علاوہ سلسلہ کی دیگر کتب بھی رہتی تھیں جن کا مطالعہ آپ فرماتے رہتے تھے سلسلہ کی خدمت کرنیوالوں کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کی دعائیں ہمارے لئے ایک خزانہ تھیں۔ آپ کو آخری ایام میں مثانہ میں کینسر کی بیماری ہو گئی۔ جس کا اپریشن سول ہسپتال سکھر میں ہوا۔ ہر انسانی تدبیر بروئے کار لائی گئی مگر آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ میرے والد محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب جو کہ آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں آخری ایام میں خدمت کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ میرے دادا جان مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں اور ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ آپ کے نقش قدم پر چل کر سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

جلسۂ سالانہ کے ٹکٹ سٹیج

جلسہ سالانہ کے موقع پر جو دوست ٹکٹ سٹیج حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواست مع جملہ کوائف و وجۂ استحقاق اور تصدیق و سفارش امیر جماعت یا پریذیڈنٹ جماعت (جو بھی صورت ہو) دس دسمبر تک نظارت ھذا میں بھجوا دیں۔ بعد میں آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہو گا۔ اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت نہیں ہوتی اور نہ ہی درخواست بھجوانے والوں کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے۔ جلسہ پر آ کر دوست دفتر سے پتہ کر سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)

احباب جماعت احمدیہ لاہور کی توجہ کیلئے

مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب سابق مبلغ ماریشس و مشرقی افریقہ کو لاہور میں تحریک جدید کے سال نو کے وعدہ جات کے حصول کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ بے شک مقامی طور پر جدوجہد جاری ہو گی لیکن اس کام کو احسن طریق سے اور جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ ھذا جملہ کارکنان حلقہ جات و احباب جماعت احمدیہ لاہور سے درخواست ہے کہ مکرم حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اوّل)

سیّد لطیف شاہ صاحب سابق انسپکٹر بیت المال کو اطلاع

مکرم سید محمد لطیف شاہ صاحب سابق انسپکٹر بیت المال جہاں کہیں ہوں۔ فوراً ربوہ پہنچ جاویں۔ ان کی اہلیہ بیمار ہے۔ جس دوست کو ان کا علم ہو۔ ان کو اطلاع کر دیں۔

(خاکسار نذیر احمد کارکن نظارت امور عامہ ربوہ)

درخواست دُعا

میری بچی امت النصیر بعمر دس سال کو دوبارہ ٹائیفائڈ بخار کا حملہ ہوا ہے۔ جو بظاہر نہایت شدید ہے۔ بچی بہت کمزور ہو چکی ہے۔ صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بچی کو صحت عطا فرمائے آمین۔

خاکسار ظفر اللہ خاں

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ

نواب شاہ

"خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر" ـــــ وصیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ اپنی معرکۃ الآراء تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء میں جو "نظام نو" کے نام سے شائع ہو چکی ہوئی ہے فرماتے ہیں:۔

"پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اُس نے نظام نو کی جو اُس کی اور اُس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے بنیاد رکھی ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے۔ اس نے وصیت کے نظام نو کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے پس اے دوستو! دنیا کا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے گا وہی جیتتا ہے۔" (نظام نو صفحہ ۱۱۴)

کیا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ جو اپنے پیارے امام اطال اللہ تعالیٰ بقاءہ کی تحریک میں حصہ لے کر وصیت کرتا ہے۔ اور نظام وصیت کو جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے وسیع کرنے کی بنیاد رکھتا ہے مگر "جلدی کرو کیونکہ دوڑ میں آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔" (نظام نو صفحہ ۱۱۲)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ناظمین ضلع کا انتخاب

امراء صاحبان ازراہ کرم اہتمام فرمائیں

تمام امراء ضلع کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ انصار اللہ کے دستور اساسی کے قاعدہ نمبر ۱۵۶ (جو حسب ذیل ہے) کے مطابق ازراہ کرم جلد اپنے اپنے ضلع میں ناظم ضلع کے انتخاب کا اہتمام فرمائیں اور اپنی سفارش کے ساتھ نام منظوری کے لئے صدر محترم کی خدمت میں بھجوا دیں۔

نمبر ۱۵۶ "ناظم ضلع کا انتخاب امیر مقامی۔ پریذیڈنٹ یا ان کے نمائندگان کی نگرانی میں ہوگا۔ جس میں مجالس ماتحت کے زعماء ملنے۔ زعماء اور نمائندگان شوریٰ انصار اللہ شریک ہوں گے۔ کورم ½ ہوگا۔ اگر ایک بار اجلاس بلانے پر کورم پورا نہ ہوگا تو دوسری بار کورم ⅓ ہوگا۔ انتخاب کے لئے اشارۃً یا وضاحتاً پراپیگنڈا کی اجازت ہوگی۔ منتخب شدہ نام منظوری کے لئے صدر مجلس کو بھجوایا جائے گا۔"

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حج بدل کرنے کے خواہاں اصحاب

ہمارے والد شیخ میر محمد صاحب نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ ہمارے بھائی ملک بشیر احمد صاحب ان کی طرف سے حج بدل کرانا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی احمدی حاجی دوبارہ حج کرنے کے خواہاں ہوں تو وہ اپنے امیر یا صدر کی سفارش سے مجھے مطلع فرمائیں۔ حج بذریعہ بحری جہاز کرایا جائے گا۔ (محمد شفیع نوشہروی صدر محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ)

دعائے مغفرت

محترمہ پھوپھی صاحبہ مہر النساء بیگم اہلیہ چوہدری بشارت علی خاں صاحب (رفیق سرگودھا) چک نمبر ۱۰۹ گ ب ضلع لائلپور مورخہ یکم نومبر بوقت ۲ بجے شام انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے روز آپ کا جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔ اور بعد نماز مغرب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحومہ مہمان نواز۔ عبادت گذار اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آتیں۔ احمدیت کے متعلق دلی اخلاص اور غیرت رکھتی تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۵ سال تھی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللھم آمین

خاکسار احمد الدین (بی۔اے) از لائلپور

چکوال اور کلر کہار میں سیرت النبیؐ کے کامیاب جلسے

مورخہ ۷ نومبر کو چکوال میں اور ۸ نومبر ۵۹ء کو کلر کہار میں سیرۃ النبیؐ کے کامیاب جلسے ہوئے۔ خاکسار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر اور مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے سیرت النبیؐ کے موضوع پر مفصل تقاریر کیں۔

ان ہر دو جلسوں کا اچھا اثر ہوا اور علاوہ احمدی احباب کے غیر از جماعت احباب نے کثرت سے شرکت کی۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔ مستورات کے لئے پردے کا انتظام تھا۔ دوران جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم نعتیہ کلام پڑھ کر جلسہ کی رونق میں اضافہ کیا گیا۔ دونوں مقامات میں خدام نے بڑے شوق سے انتظامات میں حصہ لیا۔

(محمد اکبر افضل شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم چکوال ضلع جہلم)

وقارِ عمل خدام الاحمدیہ

جس طرح دوسری نیکیوں کے لئے سچ بولنا ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح وقارِ عمل کی صحیح روح بنیادی اینٹ اور ضمانت ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لئے چاہیے وہ شعبہ دنیا سے تعلق رکھتا ہے یا دین سے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اپنے آقا کا ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیں جس سے اس کی اہمیت ایک حد تک آپ کے ذہن نشین ہو سکے گی۔

"جو شخص کام کرتا ہے وہ عزت کا مستحق ہے۔ اور جو کام نہیں کرتا بلکہ نکما رہتا ہے وہ اپنی قوم اور خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے۔"

(مہتمم وقارِ عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

موصی حضرات کے حسابات کیوں غلط ہوتے ہیں؟

۱۔ بعض سیکرٹری صاحبان مال حصہ آمد کی رقوم بلا تفصیل داخل کرواتے ہیں اور باوجود دفتر کے کہنے کے اسم وار تفصیل نہیں بھیجتے۔

۲۔ بعض موصیوں کے نمبر وصیت نہیں ہوتے۔

۳۔ مستورات کے نام اور نمبر وصیت نہیں لکھے جاتے بلکہ اہلیہ فلاں لکھ دیا جاتا ہے اور اس طرح ریکارڈ سے بھی نمبر وصیت تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ بعض سیکرٹریان مال حصہ آمد اور حصہ جائیداد کی رقوم اکٹھی حصہ آمد یا حصہ جائیداد میں بھیج دیتے ہیں۔ اس کی الگ الگ تخصیص نہیں کرتے۔

۵۔ بعض موصی احباب دیر تک اپنے حسابات چیک نہیں کرتے۔ اور اس طرح اگر کوئی غلطی ہو تو اس کی تصحیح نہیں ہوتی۔

اگر موصی اصحاب اور سیکرٹریان مال ان امور کا خاص خیال رکھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوست کو حساب غلط ہونے کا شکوہ نہیں ہوگا۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم محمد سلیم صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قائد خدام الاحمدیہ ننکانہ صاحب بفضل خدا مقدمہ سے باعزت بری ہو گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ انہیں دینی اور دنیاوی شر سے محفوظ رکھے آمین (عبدالغنی کریانہ سٹور گراسی پلاٹ ربوہ)

(۲) خاکسار کی اہلیہ اور ہمشیرہ دونوں چند روز سے سخت بخار میں مبتلا ہیں۔ ان کی شفایابی کے لئے بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(عبدالرحمٰن شاہ وخریٹ مرچنٹ گول بازار ربوہ)

ولادت:۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب راجوروی پرائیویٹ پریکٹیشنر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام محمد ظفر اللہ تجویز کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو درازی عمر بخشے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین (عبدالقدیر ظفر راجوروی ٹیچر گورنمنٹ ورنیکلر سکول جھمپیر آباد سندھ)

تصحیح:۔ الفضل مورخہ ۱۱ نومبر ۵۹ء کے صفحہ ۲ پر نظم کے دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ یوں ہے احباب تصحیح فرمالیں۔

سب بال و پر تو نوچ لئے ہیں استکبار کے ناخن نے

مفید طبی معلومات

نرخرے کی بیماریوں کا نیا علاج

برطانیہ میں ہر سال نرخرے کی بیماریاں میں ۲ ہزار سے زیادہ افراد کی جانیں لے لیتی ہیں اور کام کے ۲۲۰۰۰۰۰ ایام ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب دو نئی دوائیوں اور ان کے استعمال کے نئے طریقے کی دریافت سے ایسی بیماریوں کا خاتمہ قریب ہو گیا ہے لنڈن اور دو صوبائی شہروں کے ڈاکٹر جدید طریقہ علاج کی آزمائش کر رہے ہیں وہ اس بیماری کے مکمل استیصال کا اعلان کرنے میں فی الحال محتاط رویے کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا اصرار ہے کہ تمام طور پر مریضوں کی حالت سرعت کے ساتھ سدھرنے لگی ہے۔

ان دوائیوں کا نام جائمو ٹراپین اور ایسو پرینالائن ہے جنہیں ہومر چیل چشائر کے مرکز میں پانچ برس کی تحقیق کے بعد تیار کیا گیا ہے۔

ان دوائیوں کی بوچھاڑ مریض کے حلق میں ایک ایسے آلے کی مدد سے کی جاتی ہے جو تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نہایت باریک خاکستر کی شکل میں انہیں چھڑک دیتا ہے۔ یہ تیز رفتاری اس لئے ضروری ہے کہ دونوں پھیپھڑوں کے ہر حصے میں مکمل طور پر دوائی پہنچائی جائے۔ اس کا مکمل نفوذ اشد ضروری ہے۔

اس حد تک مکمل طور پر پھیپھڑوں میں دوائی پہنچانے کی ضرورت ننھے بچوں پر اثر انداز ہونے والی سانس کی بیماریوں کے بارے میں تحقیق کے دوران میں محسوس ہوئی تھی۔ تحقیق کرنے والے اس طریق کار سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ کیونکہ دوائی کا نفوذ اس طرح سانس لینے والے اعضا کے ہر کونے تک پہنچ جاتا ہے۔ دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ اگر بیماری اتنی دور تک حملہ کر سکتی ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے دوائیوں کو بھی وہیں پہنچنا چاہیے۔

چھوٹے ایٹمی ری ایکٹروں کی تعمیر

امریکہ کا ایٹمی توانائی کمیشن چھوٹے سائز کے ایک بازائد بجلی پیدا کرنے والے ایٹمی پلانٹوں کی تعمیر کا منصوبہ بنا رہا ہے۔

ایٹمی توانائی کے ذریعہ ارزاں بجلی پیدا کرنے کے پروگرام کے تحت ان پلانٹوں میں نئے ڈیزائن کے ری ایکٹر لگائے جائیں گے سب سے پہلے پلانٹ میں ایک نوع کا ری ایکٹر استعمال کیا جائے گا۔ اس کے بعد ایسا پلانٹ تعمیر کیا جائے گا جس میں کھولتے ہوئے پانی کا ری ایکٹر استعمال کیا جائے گا۔ کمیشن نے اعلان کیا ہے۔ کہ پلانٹ کی تعمیر مئی ۱۹۶۰ء میں شروع کر دی جائے گی۔ کمیشن نے بتایا ہے کہ اس منصوبے کا سب سے بڑا مقصد ایسا ری ایکٹر تیار کرنا ہے جس سے چھوٹے سائز کے پلانٹوں میں ارزاں قیمت پر برقی طاقت حاصل کرنے میں مدد مل سکے۔

کروڑپتی کو بھیک مانگنے پر سزائے قید

قاہرہ کے ایک کروڑپتی بے حسین شاکر کو سات روز تک گلیوں میں بھیک مانگنے پر ایک ہفتہ قید کی سزا ملی ہے آپ قاہرہ کی ایک عظیم الشان عمارت میں شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ اکیلے رہتے ہیں آپ عدالت میں اپنی نئی ماڈل کی کیڈلک کار میں بیٹھ کر آئے۔ بے نے عدالت کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مجھے ایک گداگر کا بہروپ بھرنے کا شوق چرایا کیونکہ ہر شب میرے دل میں مفلسانہ زندگی بسر کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی۔ من کی موج میں آکر میں نے اپنے آپ کو چیتھڑوں میں ملبوس کیا اور پاؤں سے جوتے اتارے اور بھیک کے چند سکے حاصل کرنے کے لئے اپنا وقت ضائع کرنا شروع کر دیا۔ جج نے اس پر حیرت کا اظہار کیا اور بے سے پوچھا۔ یہ عجیب و غریب خواہش آپ کے دل میں کیونکر پیدا ہوئی؟ بے نے کہا "میں ہر روز شہر کے مرکز میں جاتا تھا اور وہاں تھیٹر کے باہر جو گداگر بری حالت میں پڑے ہوتے تھے ان میں پانچ پونڈ کی رقم تقسیم کرتا تھا۔ وہاں گداگروں کی حالت دیکھ کر مجھے ان سے ایک جذباتی لگاؤ پیدا ہو گیا اور یہی لگاؤ میری اس خواہش کا باعث بنا۔" جج نے بے حسین شاکر کا بیان سن کر انہیں سات روز کی سزائے قید دی شاہ فاروق نے ۱۹۵۲ء میں جلاوطن ہونے سے پہلے حسین شاکر کو "بے" کا خطاب دیا تھا بے رنڈوے ہیں۔ ان کا ایک بیٹا برطانوی یونیورسٹی میں دوسرا جرمن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے

دھان کی فصل اس سال بہتر رہی ہے

عمدہ قسم کے چاول کی پیداوار میں نمایاں اضافہ

صوبائی حکومت زراعت کے ماہرین نے بتایا ہے کہ مغربی پاکستان میں اس سال چاول کی فصل گزشتہ سال کے مقابلہ میں بہتر رہی ہے۔ خصوصاً عمدہ قسم کے چاول کی پیداوار میں کافی اضافہ ہو گیا ہے

ان حکام نے بتایا ہے کہ اگرچہ اس سال فصل خریف کی بوائی کے فوراً بعد مغربی پاکستان میں سیلابوں سے شدید تباہی مچ گئی تھی اور وہاں کی پنیری کو زبردست نقصان پہنچا تھا تاہم بیشتر علاقوں سے پانی نکلنے کے چند دن بعد دوبارہ بوائی شروع کر دی گئی تھی اور پندرہ بیس دن کی تاخیر کے بعد دوبارہ دھان لگا دئے گئے تھے ان حکام نے بتایا ہے کہ قریباً سارے صوبے میں دھان کی فصل اس سال اچھی رہی خصوصاً لاہور ڈویژن کے علاقہ میں باسمتی چاول کی فصل سیلابوں کے باوجود نہایت اچھی رہی اور گذشتہ سال کے مقابلہ میں اس سال زیادہ چاول ملنے کا امکان ہے یہ عمدہ قسم کا تمام چاول برآمد کیا جائے گا جس سے ملک کے زرمبادلہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

زراعتی ماہرین نے بتایا ہے کہ سیلابوں کی وجہ سے چاول کی فصل کی بوائی میں اگرچہ تاخیر رہی لیکن اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا ہے کہ اس سال سونڈی سے فصلوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا کیونکہ سیلاب میں تمام سونڈیاں بہہ گئیں اور ان کے انڈے بھی تباہ ہو گئے اس کے علاوہ حالیہ بارشوں سے بھی چاول کی فصل کو تھوڑا سا نقصان پہنچا تاہم اس سے فصل پر زیادہ اثر نہیں پڑے گا۔

متعلقہ حکام نے بتایا ہے فصل خریف کی پیداوار میں اضافہ اور اسے مختلف قسم کے کیڑوں مکوڑوں اور دوسرے جراثیم سے بچانے کے لئے اس سال موثر اقدامات کئے گئے۔ اس سال چاول کے زیر کاشت رقبہ میں بھی اضافہ کیا گیا اور ان اقدامات سے دھان کی پیداوار میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے

محکمہ زراعت کے متعلقہ حکام نے بتایا ہے کہ گذشتہ فصل خریف کے دوران مغربی پاکستان کے مختلف حصوں میں کاشتکاروں کو فصل کی حالت بہتر بنانے کے لئے سستے داموں قریباً بیالیس ہزار ٹن مصنوعی کھاد تقسیم کی گئی۔

رخصتانہ کی تقریب سعید

مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی کی صاحبزادی عزیزہ بیگم مسرت صاحبہ سلمہا کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد صحابہ حضرت مسیح موعود۔ دیگر بزرگان سلسلہ اور اہل ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ عزیزہ بیگم مسرت صاحبہ کا نکاح جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کے موقعہ پر مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۸ء .... کو مسجد مبارک میں ثناء اللہ خانصاحب ابن مکرم ماسٹر سعد اللہ خانصاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا تھا۔

بتقریب رخصتانہ کا آغاز ساڑھے چار بجے سہ پہر کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم جناب حافظ محمد رمضان صاحب نے کی۔ بعد ازاں مجیب الرحمٰن صاحب درد نے درثمین میں سے "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ بعدہ حضرت میاں صاحب مدظلہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔ جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ہر جہت اور ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ اور اسے اپنے فضل سے مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین اللھم آمین

اعلان نکاح

محمود احمد صاحب سعید مولوی فاضل واقف زندگی کا نکاح مسماۃ امۃ السلام صاحبہ بنت ملک محمد شفیع صاحب لائلپور کے ہمراہ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر بروز اتوار مورخہ ۸ نومبر ۵۹ء کو مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ (آمین)

(خلیل احمد ناصر)

درخواست دعا خاکسار چند روز سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب سلسلہ دعائے صحت فرمائیں۔ — منیر احمد خوشنویس ربوہ